عصبیت کی روک تھام کے حوالے سے سائبر کرائم ایکٹ 2016 کا شرعی جائزہ

A Shari'a Review of Syber Crime Act 2016 Regarding the Prevention of Sectarianism

شاہ حسین[i] ڈاکٹر حافظ صالح الدین[ii]

Abstract

Unity, brotherhood and hormony is the most important factor for the development and survival of human beings. Human intellect has great vastness. There may be difference of opinion among people about a single issue. which cause repulsion or attraction in any field. Islam has bound its followers in the net of fraternity and belief. There are two types of opinion, one is related to faith and other is related to its components. Islam has different school of thoughts and there is no basic difference among them. But individually there is great difference in each sect, but insulting and degradation of each sect on the basis of these differences in no way a good posture. Due to lack of knowledge many new sects were formed on behalf of differences. Even they are reluctant to offer prayers with each other. According to golden principles of THE Holy Qurān تَعَالَوْاإِلَىٰ كَلِمَةٍسَوَاءٍبَيْنَنَاوَبَيْنَكُمْ has the same value for all sects. In these deferences Sectarianism is the most serious Pproblem than any other facing to every one. In this article an efforts have been made to high light the principles which are mentioned in the cyber crime act, 2016 to get rid of sectarianism in Islamic perspective.

Key Words: Harmony, Sectarianism, Cyber Crime, Eradication, Society

تعارف

انسانی معاشرے کی بقااور ترقی کے لیے یہ ایک ناگزیر امر ہے کہ اہلِ معاشرہ باہمی اتفاق واتحاد اور اخوت وبھائی چارے سے رہتے ہوں۔ انسانی فکر اپنی تنوع کے لحاظ سے بہت وسعت رکھتا ہے، اس لیے ایک چیز کے بارے میں لوگوں کے خیالات مختلف ہو سکتے ہیں۔ یہ اختلافِ فکر کسی شے کے حسن میں اضافے کا باعث بنتا ہے، اسی طرح یہ اختلاف علم میں

i چیئرمین، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان

ii پی ایچ-ڈی سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان

اضافے اور علمی میدان میں بہت توسیع پیدا کرتا ہے۔ جس طرح ایک گلدستے میں مختلف قسم کے پھول ہوتے ہیں اور ہر ایک منفرد رنگ میں ہو کر گلدستے کی اجتماعیت میں اپنے حصے کا حسن ڈال دیتا ہے، بالکل اسی طرح مختلف الخیال لوگ باہم مل کر معاشرے کی اجتماعیت میں اس قسم کی خوبصورتی لاتا ہے، بشرطیکہ ان میں بغض وعناد اور حسد نہ ہو اور سبھی معاشرت کی بھلائی کے آرزومند ہوں۔ ایک بندہ اگر اصلاحِ معاشرہ کے لیے ایک تجویز دیتا ہے، تو کچھ لوگ مل کر کئی تجاویز و سفارشات دے سکتے ہیں۔

اسلام نے اپنے پیروؤں کو فکری واعتقادی اخوت کی لڑی میں پرو دیا ہے۔ اختلافات کی دو قسمیں ہیں: ایک اصولی واعتقادی اور دوسرا فروعی۔ اسلام کے مختلف مکاتبِ فکر میں بنیادی اعتقادات میں کوئی خاص اختلاف نہیں ہے، لیکن فروع میں مختلف مسالک کے مابین کافی اختلافات پائے جاتے ہیں۔ لیکن اس کی آڑ میں فرقہ واریت کو پروان چڑانا، ایک دوسرے کی تکفیر و تضلیل کرنا، کسی طرح بھی شائستہ کام نہیں۔ لیکن بدقسمتی سے یا شاید علم کی کمی سے آج امت میں معمولی جزئیات اور فروع پر فرقے بنتے جا رہے ہیں، یہاں تک کہ ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنے تک سے کتراتے ہیں۔ قرآنی زریں اصول تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ کے قرآنی ضابطے کو مختلف مکاتبِ فکر کے درمیان ایک برابر اور یکجہت کلمے کی حیثیت حاصل ہے۔

کس طرح امت مسلمہ ایک پیج پر آجائے اور گروہی منافرت سے اجتناب برتی جائے؟ اس کے لیے 2016ء میں حکومت خیبر پختونخوا نے سائبر کرائم ایکٹ بنایا جو PECA Act,2016 کے نام سے مشہور ہونے لگا۔

اسی ایکٹ میں فرقہ واریت کے تدارک کے لیے ذیل کی ایک دفعہ ملاحظہ کیجیے:

10. (a) coerce, intimidate, create a sense of fear, panic or insecurity in the government or the public or community or sector create a sense of fear or insecurity in society;[1] or

(b) Advance inter-faith, sectarian or ethnic hatred shall be punished with imprisonment of either description for a term which may extend to fourteen years or with fine which may extend to fifty million rupees or with both[2].

سائبر جرائم ایکٹ میں ایک دفعہ اس جرم کے متعلق ہے کہ انٹرنیٹ، موبائل، کمپیوٹر سسٹم، لیپ ٹاپ الیکٹران آلات کے ذریعے نفرت انگیز تقاریر نشر کی جائیں اور اس کے ذریعے مذہبی مسلکی اختلافات کو بھڑکایا جائے، مثلاً کوئی شخص فیس بک یا ٹوئٹر یا اس قبیل کے دیگر ذرائع پر کوئی ایسا پوسٹ شیئر کرے، یا موبائل میسج سے کوئی پیغام پھیلا دے، جو کسی فرقے یا مسلک

کے ساتھ رواداررانہ رویے کے خلاف ہو، یابلا وجہ ملک میں بسنے والے دیگر مذاہب وادیان کے لوگوں (اقلیتوں) کو اذیت پہنچائیں، یا نسلی اختلافات کو بھڑکا کر ملک میں فساد اور خانہ جنگی کی کوشش کی جائے، تو یہ سب سائبر کرائم ایکٹ کے تحت جرائم ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ان کی روک تھام کے لیے قانونی سزا متعین کر دی گئی ہے۔

آلاتِ جدید کی بدولت جہاں بہت سی سہولتیں اور آسانیاں پیدا ہو گئی ہیں، وہیں تیز ترسیل و نشر واشاعت کی بنا پر جرائم کی شرح میں بھی کافی اضافہ ہو گیا ہے اور بہت سے جرائم پیشہ عناصر ان کے ذریعے مختلف مذاہب کے پیروکاروں کے مذہبی جذبات بھڑکانے کی کوشش کرتے ہیں، جن کی وجہ سے اکثر اوقات سنگین حادثات پیش آتے ہیں۔ ریاست کے اہم امور میں نمایاں کام، امن وامان کا قیام اور مختلف مکاتبِ فکر کے درمیان باہمی رواداری اور ہم آہنگی لانا ہے، تاکہ امن جیسا بنیادی اور اہم مسئلہ خراب نہ ہو۔ ان جرائم کی وجہ سے نہ صرف فسادات پیدا ہوتے ہیں، بلکہ پوری دنیا میں ملک و قوم کا مذاق اڑایا جاتا ہے، کیونکہ دنیا اب ایک عالمی گاؤں کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ اس لیے ان جرائم کا سدباب نہایت ضروری ہے، جس کے لیے قانون سازی کی گئی ہے۔

درج بالا دفعے کا شرعی و تنقیدی جائزہ

اسلامی شریعت مذہبی اختلافات اور تنازعات کے متعلق کیا ہدایت دیتا ہے؟ اس کا جواب ہمیں قرآنی تعلیمات کے علاوہ سیرتِ رسول ﷺ، سیرتِ صحابہ ومابعد سے مل جاتا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے میثاق مدینہ کے موقعے پر مدینہ کے اہلِ کتاب یہود اور دیگر مشرک قبائل کے ساتھ کس طرح رواداری اور باہمی اتحاد کی فضا قائم کی؟ اس کا جواب میثاقِ مدینہ کی شقیں پڑھنے سے انسان کو ہو جاتا ہے۔ پھر نجران کے عیسائیوں کے وفد کے ساتھ کس قدر پر وقار انداز میں بحث کی گئی اور جس طرح وہ توحیدی دعوے کرتے ہیں، اسی برابر کلمے کی جانب دعوت دیا جاتا ہے، تاکہ ان کا اصل چہرہ سامنے آجائے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

قُلْ يَاأَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْاإِلَى كَلِمَةٍسَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّانَعْبُدَإِلَّااللَّهَ وَلَانُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًامِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْافَقُولُوا اشْهَدُوابِأَنَّامُسْلِمُونَ[3]

"کہہ دیجیے (اے پیغمبر ﷺ) اے اہل کتاب! آؤ اس بات کی طرف جو ہم اور تم میں برابر ہے، یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کریں اور کسی کو اس کا شریک نہیں بنائیں گے اور نہ اللہ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو ہی رب بنائیں گے، پس اگر وہ منہ پھیر لیں، تو کہو کہ تم گواہ رہو کہ ہم تو مسلمان ہیں۔"

رسولِ کریم ﷺ نے غیر مسلموں سے اس قسم کا برتاؤ کیا، خلقِ عظیم کا ایسا مظاہرہ فرمایا کہ وہ متاثر ہو کر اسلام قبول کرنے لگے۔ ان کے دل اسلام اور پیغمبرِ اسلام ﷺ نے اپنی بے مثال اخلاق سے جیت لیے تھے۔ اسلام کے پیغامات میں اثر پذیری کی ایک بڑی وجہ محسنِ انسانیت ﷺ آپ ﷺ کے جانثار صحابہؓ کی حکمتِ دعوت اور رواداری تھی۔ خلفائے راشدین کے زمانے میں دنیائے عالم کا ایک وسیع اور متمدن علاقہ مسلمانوں کے ہاتھ آیا، جہاں دنیا کی متمدن قومیں ایک دوسرے پر قابو پا کر کیا کیا کرتی رہی تھی۔ ان مہذب اور متمدن کہلائی جانے والی حکومتوں کے حالات تاریخِ عالم میں محفوظ ہیں کہ کس طرح ان حکمرانوں نے اپنی عوام اور محکومین کو طرح طرح کی اذیتوں سے گزارا، یہاں تک کہ مسلمانوں کے زیر دست آنے کے بعد ان کو اپنے مال وجان اور عزت وآبرو کے تحفظ کا احساس ہوا۔ چنانچہ دنیا کے اقوام مسلمانوں کو اپنی حکومتوں سے چھٹکارا دلانے کے لیے دعوت دینے لگے۔

شریعتِ اسلامی نے حکام کو بعض صوابدیدی اختیارات اس لیے ودیعت کیے ہیں کہ ملک میں امن وامان کا قیام ہو، اہلِ شر اور فسادی عناصر کی سرکوبی کی جاسکے اور عوام الناس کو ان کی شرارتوں سے محفوظ کرایا جائے۔ ملک میں رہنے والی اقلیتوں اور غیر مسلم رعایا کا تحفظ یقینی بنانے کے لیے بھی شریعت اسلامیہ نے ہدایات دی ہیں۔ قرونِ اولیٰ میں اس کی سینکڑوں مثالیں دیکھی جاسکتی ہیں۔ اہلِ اسلام سے کہا گیا ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم تمہیں تکلیف نہیں دیتا، انہوں نے تمہیں تمہارے گھر سے نہیں نکالا، اللہ تمہیں ان لوگوں سے نیکی کرنے سے منع نہیں کرتا، بلکہ خواہ مخواہ ان کو پریشان نہ کرو اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرکے انہیں اسلام کی طرف راغب کردو۔

لَايَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوٓا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ[4]

"اللہ تعالیٰ تمہیں منع نہیں کرتا ان لوگوں سے جو تم سے دین کے بارے میں نہیں لڑتے، اور نہ تمہیں تمہارے گھر سے نکالتے، یہ کہ تم ان کے ساتھ نیکی اور انصاف کا سلوک کرو، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔"

جو غیر مسلم مسلمانوں سے لڑتے نہیں، مسلمانوں کے خلاف سازشیں نہیں کرتے، دشمن ملک کے لیے مخبری یا جاسوسی نہیں کرتے، مسلمان ریاست کے ساتھ دھوکا وفریب کا ارادہ نہیں رکھتے، ان کے ساتھ اچھے تعلقات رکھنے کی دعوت دی گئی ہے۔ اسلام ہر ممکن صورت میں ریاست میں موجود مختلف مذاہب کے درمیان باہمی رواداری کی تلقین کرتا ہے، ہر ممکن طریقے سے عافیت اور امن وسلامتی، اسلام کا مطمحِ نظر ہے۔ اس لیے کفار کے جھوٹے معبودوں کو گالی دینے سے بھی منع کیا

گیا ہے کہ بدلے میں وہ بھی بے سوچے سمجھے اللہ جل جلالہ کی شان میں گستاخانہ اور ناشائستہ الفاظ کہہ نہ بیٹھے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

وَلَاتَسُبُّواالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِاللَّهِ فَيَسُبُّوااللَّهَ عَدْوًابِغَيْرِعِلْمٍ[5]

"جنہیں یہ لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں، تم اے مسلمانو! انہیں گالیاں نہ دو کہ یہ از روئے ظلم کے بے علمی میں اللہ کو گالیاں نہ دے لیں۔"

فرضی زکوۃ کے بارے اکثر فقہا کا قول ہے کہ وہ صرف مسلمان فقراء کو دیا جائے گا، لیکن بعض علمائے کرام نے لفظ "فقراء" کا اطلاق غیر مسلم فقراء جو اہلِ ذمہ ہوں، پر بھی کیا ہے چنانچہ مصارفِ زکواۃ میں بیان کردہ لفظ فقراء کے متعلق علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں:

و مطلق لفظ الفقراء لايقتضى الاختصاص بالمسلمين دون اهل الذمة[6]

"اور لفظ "فقراء" کا مقتضیٰ مسلمانوں کے لیے خاص نہیں اہل ذمہ کے سوا۔ مطلب یہ ہے کہ ذمی غیر مسلم بھی ان میں شامل ہو سکتے ہیں۔"

لہٰذا جو لوگ سوشل میڈیا، انٹرنیٹ، موبائل کے ذریعے مسلمانوں کے مختلف مکاتبِ فکر کے مابین یا غیر مسلم مذاہب کے درمیان مذہبی جذبات کو بھڑکا کر ملکی امن کو فساد اور بدامنی میں بدلنا چاہتے ہیں، ایسے لوگوں کے لیے اس ایکٹ کے تحت سزائیں مقرر ہیں اور اسلامی شریعت نے بھی اس قسم کے لوگوں کے لیے سزائیں مقرر کی ہیں۔

مجوزہ سزا

اس قسم کی کا جرم کرنے والے کو قید کی سزا دی جائے گی، جس کی میعاد ۱۴ سال تک ہو سکتی ہے، یا جرمانہ لیا جائے گا جس کی مقدار 50 لاکھ روپے تک ہو سکتی ہے، یا دونوں سزائیں دی جا سکتی ہیں۔[7]

وضاحت

ایسا جرم کرنے والوں کے لیے تین قسم کی سزائیں مقرر ہیں، یعنی قید جس کی زیادہ سے زیادہ مقدارِ مدت ۱۴ سال تک ہے، جج اپنی صوابدید پر اس میں کمی کا اختیار رکھتا ہے۔ یا جرمانہ جو زیادہ سے زیادہ ۵۰ لاکھ روپے تک ہے، اس میں حسبِ حال کمی کی جا سکتی ہے اور اگر جرم اس سے بڑھ کر ہو، تو دونوں سزاؤں کو یکجا کیا جا سکتا ہے۔ غرض یہ ہو کہ جرم کا راستہ روکا جائے۔

مجوزہ سزا کا شرعی جائزہ

مسلمانوں میں کوئی شخص غیر مسلم ذمیوں کے خلاف اشتعال انگیزی کرے یا اہل ذمہ میں سے کوئی گروہ اسلام یا دوسرے کسی مذہب سے متعلق نفرت انگیز تقریر پھیلائے یا مسلمانوں میں تفرقے بازی کرنا چاہے، یا نسلی بنیاد پر گروہ بندی کرے، تو اس جرم کی پاداش میں درج بالا سزا اس ایکٹ کے اندر موجود ہے۔ اب یہ حاکم کے اختیار میں ہے کہ وہ فساد کو ختم کرنے کے لیے کس قسم کا طریقہ استعمال کرتا ہے۔ بہر حال اہلِ ذمہ کے خون کو مسلمانوں کے برابر حق حاصل ہے،[8] اس لیے ان پر سزا بھی اسی کے مطابق جاری کی جائے گی۔ "تعزیری سزائیں اولی الامر (حکام) مقرر اور اندازہ کریں گے، جرم کی مقدار اور اس کے حجم کے مطابق، پس اس کی تطبیق مسلمانوں اور اہلِ ذمہ پر ہو گی، اور مناسب تعزیر جاری ہو گی، جرم کے مطابق سخت یا ہلکا اور مجرم کی حالت (یعنی بیماری، بڑھاپے وغیرہ) کا لحاظ رکھا جائے گا[9]۔"

"جمہور فقہائے مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ ذمی کا دوسرے ذمیوں کے متعلق قضا کی تقلید کو جائز نہیں سمجھتے۔۔۔ اور اگر حاکم سزا جاری کرے گا اہل ذمہ میں سے کسی ایک کا دعویٰ دوسروں پر، تو یقیناً یہ اس کے رؤساء اور زعماء کے مشورے سے ہو گا[10]۔"

یعنی ان کا باہمی جھگڑا و لڑائی حکومت اسلامیہ حل کرنے کے لیے ان کے مذہب کے زعما اور علماء کو درمیان میں لائے گی۔ مختصر یہ کہ شرعی و تنقیدی جائزہ لینے کے بعد ثابت ہوا کہ مذکورہ سزا شریعت کی تعزیری سزاؤں کے اصولوں کے مطابق ہے۔

ٹیکنالوجی کی ترقی کے نتیجے میں لوگوں کے روابط انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کے ذریعے ہوتے ہیں، اس لیے بعض شر پسند عناصر نسلیت، علاقائیت اور صوبائیت اور مسلکیت کے اختلاف کو ہوا دیتے ہیں۔ وہ اگرچہ بزعمِ خود اپنے تئیں قوم پرست، حق پرست اور اپنے حقوق کے حصول کے لیے کوشاں کہلائے جاتے ہیں، لیکن ان لوگوں کی اس قسم کی تشہیر سے متعصبانہ اور نفرت پیدا کرنے والی افکار کو تقویت ملتی ہے۔ اسکے نتیجے میں اہلِ اسلام کے مابین باہمی محبت، اتفاق واتحاد کا رشتہ کمزور پڑتا چلا جاتا ہے، جس سے ہر شخص دوسرے ہم وطن کو اور اپنے ہی ہم مذہب و ہم عقیدہ افراد کو غاصب اور اپنے حق پر قابض اور باطل پرست سمجھتا ہے، بدلے میں مخالف نسل، زبان، علاقہ اور دوسرے مسالک سے تعلق رکھنے والے بھی اپنے ردعمل کا اظہار کرتے ہیں۔ نتیجتاً انتشار اور باہمی افتراق و نفاق کے باعث فیڈریشن کو ناقابل تلافی نقصان پہنچتا ہے اور عقیدہ کی بنیاد پر وجود میں آنے والی جمعیتِ آدم کا رارا گالا پنے والی امتِ مسلمہ کی وحدت اور یگانگت بھی ڈھیلی ہوتی چلی جاتی ہے۔

مثلاً کوئی شخص سوشل میڈیا کے مختلف ذرائع سے نسلی و لسانی اختلافات، پختون، پنجابی، سندھی، بلوچی، یا دیوبندی بریلوی، سنی شیعہ اہلِ حدیث وغیرہ اور اس قبیل کے دیگر چھوٹی نسلوں، فرقوں جماعتوں کے متعلق اس قسم کی باتیں پھیلا

دیں، جو وفاق اور مرکزی حکومت کے لیے ملکی اور امت مسلمہ کے لیے عالمی سطح پر بڑے مسائل پیدا کرتے ہیں، اکثر اوقات ان واقعات سے بڑے مسائل بھی جنم لیتے ہیں، عوام الناس متذبذب ہو جاتے ہیں کہ کیا کریں؟ مذہبی حوالے سے تو انہیں کچھ نہیں سمجھ آتا، البتہ علاقائیت کی بنیاد پر وہ بھی غلط طور پر استعمال ہو جاتے ہیں لہذا اس چیز کا سد باب ناگزیر ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ سائبر آلات کے مجروں کو لگام دیا جائے، اس قسم کے مجرموں کی حوصلہ شکنی کی جائے ، اس مقصد کے لیے مسلک پرستی، فرقہ پرستی ،صوبائیت ، لسانیت اور نسلی تنافر پر مبنی مواد سائبر آلات کے ذریعے پھیلانے والوں کو عملاً سزا دے کر ان جرائم کا رستہ بند کر دیا جائے۔ لیکن اس قانون کا تعلق سائبر کرائم سے ہے۔ اگر سائبر آلات کے ذریعے ان جرائم کا صدور ہو تبھی اس ایکٹ کے اس دفعے کا اطلاق ہو گا۔

مذکورہ دفعے کا شرعی و تنقیدی جائزہ

اسلام نے نسلیت کے بت کو ساڑھے چودہ سو برس پہلے چکنا چور کر دیا ہے۔ بہت سی جاہلانہ افکار کی طرح نسلی برتری اور تفاخر کا بت بھی صدیوں سے انسان کے دل و دماغ میں موجود ہے۔ اسلامی تعلیمات نے ان جاہلانہ طرز و فکر کو مسترد کر دیا۔

سائبر ذرائع سے ایسی باتوں اور ایسے پیغامات کے پھیلاؤ سے معاشرے میں انتشار وافتراق اور باہمی نفرت کو فروغ ملتا ہے، جبکہ اسلام کا مطمح نظر عالمگیر امن وامان کا قیام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن وسنت میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ تمام انسان ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیے گئے ہیں۔ ارشادِ ربانی ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا[11]

"اے لوگو! اپنے پروردگار کی تقویٰ اختیار کرو، جس نے تم (سب) کو ایک ہی جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بکثرت مرد وعورتیں پھیلا دیے، اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو، جس کے واسطے سے ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور قرابت کے باب میں بھی (تقویٰ اختیار کرو) بے شک اللہ تمہارے اوپر نگران ہے۔"

قرآن کریم نے نسلی تفاخر اور عصبیت کو اس قدر وضاحت کے ساتھ رد کر دیا ہے کہ کوئی پہلو تشنہ نہیں رہا، یعنی برتری اور فضیلت کے حوالے سے اس بات کی پوری توضیح کر دی ہے کہ فضیلت اور تفوق محض تقویٰ کی بنیاد پر ہے، اس پر نہیں کہ کوئی بندہ کسی خاص نسل زبان اور رنگ سے تعلق رکھتا ہے، تاکہ کسی رنگ نسل اور زبان سے تعلق رکھنے والا اپنے آپ کو

دوسروں سے برتر اور فضیلت والا نہ سمجھے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ[12]

"اے لوگو! ہم نے تم (سب) کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو مختلف قومیں اور خاندان بنا دیا ہے، تاکہ ایک دوسرے کو پہچان سکو، بے شک تم میں سے پرہیز گار تر اللہ کے نزدیک معزز تر ہے۔ بے شک اللہ خوب جاننے والا، خبر دار ہے۔"

اسلام نے اگر ایک طرف اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کی ہے، تو دوسری طرف اس توحید کی لڑی میں پوری انسانیت کو بھی پرو دیا ہے، ملتِ اسلامیہ کی وحدت میں وہ دیگر تعرفات کو ضم کردے اور اس کے ذہن میں یہ بات بھی بٹھادے کہ اتفاقاً کسی خاص نسل سے تعلق رکھنا باعثِ فخر و امتیاز نہیں، بلکہ علم اور تقویٰ ہی سے فضیلت کا حق ملے گا۔ اگر کوئی اس کے بعد بھی نسل کی بنیاد پر فضیلت دیتا ہے اور دوسروں کو ذلیل یا کمتر سمجھتا ہے تو یہ سراسر اسلامی تعلیمات سے انحراف اور اس خبط میں رہنے والے کے جاہل ہونے پر دال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آقائے دوجہاں ﷺ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

"اے لوگو! تمہارا رب اور تمہارا مورثِ اعلیٰ بھی ایک ہے، خبر دار کسی عربی عجمی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے اور نہ ہی عجمی کو عربی پر کوئی فوقیت حاصل ہے، کسی گورے کو کالے پر اور نہ کسی کالے کو گورے پر کوئی فوقیت حاصل ہے، مگر تقویٰ کی وجہ سے [13]۔"

بعثت نبوی ﷺ سے قبل اہلِ عرب میں جو جہالت اور برائیاں موجود تھیں، ان میں ایک نمایاں معاشرتی برائی یہی نسلی عصبیت تھی، اسلام ایک عالمگیر اور آفاقی شریعت رکھتا ہے اور وہ محض نسلی، علاقائی یا لسانی بنیاد پر برتری کا قائل نہیں، بلکہ یہاں برتری کا معیار خوفِ خدا ہے۔ اگر نبی اکرم ﷺ عرب قومیت کا نعرہ بلند کر کے اسلام کی دعوت دیتے تو ابو جہل اور ابولہب شاید آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ صفِ اول میں کھڑے ہوتے، آپ ﷺ نے مشکل راستے اختیار کیے لیکن اسلامی تعلیمات کی بنیاد عصبیتِ جاہلانہ پر نہیں رکھی۔ کیونکہ اس دین بالآخر پوری دنیا پر چھا جانا تھا اور پوری بنی آدم کو توحید کے جھنڈے تلے جمع کرنا تھا۔ لہذا حبیبِ خدا ﷺ نے نسلی جذبات کے ذریعے پکارنے کو عصبیت جاہلہ قرار دیا ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الجَاهِلِيَّةِ وَتَعَاظُمَهَا بِآبَائِهَا، فَالنَّاسُ رَجُلَانِ: بَرٌّ تَقِيٌّ كَرِيمٌ عَلَى اللَّهِ، وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ هَيِّنٌ عَلَى اللَّهِ، وَالنَّاسُ بَنُو آدَمَ، وَخَلَقَ اللَّهُ آدَمَ مِنْ تُرَابٍ، لافضل لعربی علیٰ عجمی الا بالتقویٰ[14]

"اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلی عصبیت اور آباء پر فخر کا طریقہ ختم کر دیا ہے، اب یا تو مومن متقی ہو گا یا فاجر شقی، لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنے تھے، عربی کو عجمی پر بھی کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ کے ذریعہ۔"

عصبیت کیا ہے! اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ خود توضیح فرماتے ہیں:

يارسول الله، ماالعصبية؟ قال: «أنت عين قوم كم با لظلم[15]

"(پوچھا گیا) یارسول اللہ ﷺ! عصبیت کیا ہے؟ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: یہ کہ تم ظلم میں اپنی قوم کی مدد کرو۔"

سرورِ کائنات ﷺ نے اپنے صحابہؓ کو محض زبانی تعلیم ہی نہیں دی بلکہ ان کی عملی تربیت فرمائی، چنانچہ ایک غزوے کے موقع پر جب مسلمانوں میں کچھ لوگوں میں تلخی پیدا ہوئی اور اس کے نتیجے میں قبیلہ پرستی اور علاقائیت کی آوازیں بلند ہوئیں، تو سرورِ عالم ﷺ نے عصبیت پر مبنی ان نعروں کی مذمت فرمائی:

غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ ثَابَ مَعَهُ نَاسٌ مِنَ المهَاجِرِينَ حَتَّى كَثُرُوا، وَكَانَ مِنَ المهَاجِرِينَ رَجُلٌ لَعَّابٌ، فَكَسَعَ أَنْصَارِيًّا، فَغَضِبَ الأَنْصَارِيُّ غَضَبًا شَدِيدًا حَتَّى تَدَاعَوْا، وَقَالَ الأَنْصَارِيُّ: يَا لَلْأَنْصَارِ، وَقَالَ المهَاجِرِيُّ: يَا لَلْمُهَاجِرِينَ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: " مَا بَالُ دَعْوَى أَهْلِ الجَاهِلِيَّةِ؟ ثُمَّ قَالَ: مَا شَأْنُهُمْ"[16]

"جابرؓ بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ ہم ایک غزوے میں تھے، ایک مہاجر نے ایک انصاری کو کچھ کہہ دیا، اور انصاری پکار اٹھا، "انصاریو!" اور مہاجر پکار اٹھا، "مہاجرو!" تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا، یہ کیا جاہلیت کے نعرے ہیں؟"

خلاصہ کلام یہ ہوا سوشل میڈیا، انٹرنیٹ سائبر ذرائع کے ذریعے نسلی اختلافات اور اس کے نتیجے میں فسادات وغیرہ پھیلانے والوں کا مواخذہ کر کے اس قسم کی زہریلی سوچ اور ذہنیت رکھنے والوں کا راستہ روکنا ہوگا۔ اس مقصد کو پانے کے لیے یہ ایکٹ ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔

مجوزہ سزا

نسلی اختلافات پھیلانے مجرم کو ۱۴ سال تک کی قید، یا ۵۰ لاکھ روپے تک کا جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں[17]۔ اس جرم کی سزا بھی حسبِ سابق تین قسم یا تین طریقوں سے دی جاسکتی ہے، ایک یہ کہ قید کی سزا ۱۴ سال کی مدت تک مقرر ہے، یعنی اس سزا میں کمی کی جاسکتی ہے، اسی طرح جرمانے کی مد میں ۵۰ لاکھ روپے تک وصول کیے جاسکتے ہیں، جرمانے میں بھی جرم کی ہیئت اور جسامت کے لحاظ سے کمی بیشی لائی جاسکتی ہے جو کہ جج کی صوابدید پر منحصر ہے، یا اگر جرم زیادہ تشویش ناک صورت پکڑ چکا ہو اور جج ایک سزا کو کم جانے، تو دونوں سزاؤں کو یکجا کیا جاسکتا ہے۔

سزا کا شرعی جائزہ

یہ اسلام کی آفاقی و عالمگیر شریعت کا کرشمہ ہے کہ اس نے چند جرائم کے لیے حدود مقرر کرنے کے بعد باقی جرائم کا انسداد کرنے کے لیے تعزیرات کا طریقہ بھی مقرر کیا ہے، تاکہ ہر دور میں مجرم کو اس دور کے مخصوص جرائم کا صدور کرنے پر حالات کی مناسبت سے سزا دیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ماضی میں جدید ترین آلات کے ذریعے جرائم کرنے کے واقعات نہیں ملتے۔ اب ان کی سزا کیسے دی جائے؟ چنانچہ فقہانے اس نکتے کی توضیح کی ہے:

"پس جب کوئی کسی کی تحقیر میں کسی جرم کا ارتکاب کرے، جو ممنوع ہو یقیناً اس نے ایک حرام فعل کا ارتکاب کیا ہے جس پر شرعاً تادیب و توبیخ کے لیے تعزیر مقرر ہے۔ اور یہ تعزیر حاکم کی رائے اور صوابدید کے مطابق تفویض کی گئی ہے۔ حاکم مصلحت کی حدود اور شریعت کی مطابق کو پیشِ نظر رکھے گا، جیسا کہ اصطلاح (تعزیر) میں واضح کیا گیا ہے، کیونکہ اس (تعزیر) کا مقصد (مجرم) کو زجر دینا ہے، اور چونکہ لوگوں کے احوال اور حالات مختلف ہوتے ہیں، اس لیے سب کے لیے مناسب سزا دی جائے گی[18] "

اب تو ان جدید آلات اور ٹیکنالوجی کی مدد سے تحقیق کی راہیں کافی حد تک آسان ہو گئی ہیں، کسی بھی حدیث کو روایت و درایت کے اصولوں سے صحیح، حسن، ضعیف، غریب، متروک قرار دینا وغیرہ تمام پیمانوں سے ماپنا کافی آسان ہو گیا ہے۔ اس لیے اگر طلبِ حق ہو اور اخلاصِ نیت سے کام کیا جائے، تو مختلف جماعتوں، مسالک اور مکاتبِ فکر کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنا بہت آسان ہے، لیکن یہاں بھی کچھ مریضانہ اذہان موجود ہیں، جو اپنے مجرمانہ افعال سے باز نہیں آتے۔

اس لیے وہ انٹرنیٹ، یوٹیوب، سوشل میڈیا، فیس بک، وٹس اپ وغیرہ کے ذریعے ایسے انٹیلی جنس، ایسی ویڈیو اور بیانات چلاتے ہیں، جو مختلف جماعتوں اور فرقوں کے درمیان اختلافات کو اس قدر بھڑکاتے ہیں، کہ وہ ایک دوسرے کی تکفیر و تضلیل شروع کرتے ہیں، جواباً دوسرا بھی ردِ عمل دکھاتا ہے، یوں بے چینی بڑھتی جاتی ہے، جس سے عوام الناس کو دینی عقائد و عبادات کے متعلق مشکوک بنا دیتے ہیں۔ اس لیے اس ایکٹ کے ذریعے ایسے شر پسند افراد کو گرفت میں لے کر ان پر مقدمہ چلایا جا سکتا ہے۔ تاکہ سزا کے نتیجے میں ایسے مجرمانہ افعال کا انسداد کیا جا سکے۔

بیان کردہ دفعے کا شرعی و تنقیدی جائزہ

فرقہ واریت کسی بھی معاشرے کو تہہ و بالا کر دیتے ہیں۔ اس لیے اسلامی تعلیمات تفرقہ بازی، فرقہ وارانہ اختلافات کی مذمت کرتا اور اس پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتا ہے۔ اسی وحدت اور یکجہتی کا سبق توحید کے بیان میں مضمر ہے۔ علمی اختلاف میں کوئی قباحت نہیں، اختلاف صحابہ کرامؓ اور ائمہ مجتہدینؒ کے مابین بھی موجود ہے، لیکن محض فروعیات میں

اختلاف کی بناپر ایک دوسرے کی تکفیر و تضلیل کرنا، ایک دوسرے کے خلاف قتل کے فتوے دینااور یوں فساد فی الارض کا ظہور کسی طرح بھی ٹھیک عمل نہیں۔اس لیے قرآن کریم اہلِ اسلام کو اعتصام بحبل اللہ کا حکم دیتااور تفرقوں سے اجتناب کرنے کا حکم فرماتاہے:

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا[19]

"سب مل کر اللہ کی رسی (قرآن) کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ میں پڑو، یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو اس نے تم پر کیا ہے، جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے پس اس نے تمہارے دلوں میں ایک دوسرے کے لیے الفت و محبت ڈال دی، پس تم ان کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے۔"

جہاں کہیں مسلمانوں میں نزاع آجائے، تو اس کا علاج قرآن وسنت کی طرف لوٹنے میں ہے، برابر اور مشترک امر مسلمانوں کے درمیان قرآن وسنت ہی ہیں،

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا[20]

"پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف لوٹادو اگر تمہیں اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان ہے، یہ بہت بہتر ہے اور اعتبار کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔"

حدیث مبارکہ میں ہے کہ اختلافات اور گمراہی سے بچنے کا ذریعہ کیا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے اس کا علاج بیان فرمایا ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " تركت فيكم أمرين لن تضلوا ما تمسكتم بهما: كتاب الله وسنة رسوله[21]

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کا مفہوم ہے کہ تم میں دو چیزیں چھوڑے جارہاہوں، ہر گز تم گمراہ نہیں ہوں گے اگر ان کو تھامے رکھو گے، ایک اللہ کی کتاب (قرآن) اور اس کے رسول ﷺ کی سنت۔"

جو لوگ اس قسم کی مذموم کوشش کرتے ہیں، وہ مجرم ہیں۔ سیدنا عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں آپؓ کی سخت گیری کی وجہ سے فتنہ ساز لوگوں کو کسی قسم کے فرقہ وارانہ اختلافات پیدا کرنے کی ہمت نہیں پڑتی تھی، کیونکہ آپؓ فتنہ ساز لوگوں کی خوب خبر لیتے۔ بعد میں جب ان فتنہ ساز لوگوں کو موقع ملا، انہوں نے تفرقے برپا کردیے۔ آج کے دور میں جدید آلات کی بدولت تشہیر اور نشرواشاعت کا کام آسان ہوگیاہے، شرانگیز عناصر مختلف مکاتبِ فکر کے درمیان بعض فروعی مسائل کی بنیاد پر شر و فساد پھیلاتے ہیں، ان کو لگام دینے کے لیے اس ایکٹ کے دفعات کی اہمیت مسلّم ہے۔

سزا

ایسے مجرم کو قید کی سزا کی سنادی جائے گی جس کی میعاد ۱۴ سال تک ہے، یا ۵۰ لاکھ روپے تک جرمانہ کیا جاسکتا ہے یا دونوں سزائیں اکھٹی دی جاسکتی ہیں[22]۔

ایسے مجرم کو قید کی سزا دی جاسکتی ہے، جس کی مدت ۱۴ سال تک ہوسکتی ہے، یعنی ۲ سال، ۵ سال، ۷ سال، ۱۰ سال وغیرہ بھی ہوسکتی ہے۔ اسی طرح جرمانے کی مقدار بھی زیادہ سے زیادہ ۵۰ لاکھ روپے تک ہوسکتی ہے، جرمانے کی مقدار میں مختلف وجوہات کی بنا جج صاحب اپنی صوابدید میں کمی بیشی کر سکتا ہے، جیسے ۵ لاکھ، ۱۰ لاکھ، ۲۰ لاکھ وغیرہ، اور جرم کی زیادہ سے زیادہ سزا جو اس ایکٹ کے تحت مقرر کی گئی ہے، وہ یہ ہے کہ مجرم کو ۱۴ سال کی قید اور ساتھ ہی ۵۰ لاکھ روپے جرمانہ کیا جاسکتا ہے۔ یعنی مالی سزا اور قید دونوں کو ملایا جائے۔

شریعت نے قاضی کو رعایا کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کی خاطر مناسب تعزیر کا صوابدیدی اختیار دیا ہے، جن جرائم میں شریعت نے کوئی حد مقرر نہیں کی ہے، اب قاضی، مجرم کو درے مارنے کی سزا بھی دے سکتا ہے، قید بھی کر سکتا ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مالی تعزیر بھی لے سکتا ہے۔ فقہائے کرام کے نزدیک تعزیر میں بیک وقت دو سزائیں دی جاسکتی ہیں۔ جیسا کہ ذیل میں مرقوم ہے:

> جَازَ لِلْحَاكِمِ أَنْ يَحْبِسَ الْعَاصِيَ بَعْدَ الضَّرْبِ فَيَجْمَعُ بَيْنَ حَبْسِهِ وَضَرْبِهِ؛ لِأَنَّهُ صَلُحَ تَعْزِيرًا، وَقَدْ وَرَدَ بِهِ الشَّرْعُ فِي الْجُمْلَةِ حَتَّى جَازَ أَنْ يَكْتَفِيَ بِهِ فَجَازَ أَنْ يُضَمَّ إِلَيْهِ وَلِهَذَا لَمْ يَشْرَعْ فِي التَّعْزِيرِ بِالتُّهْمَةِ قَبْلَ ثُبُوتِهِ كَمَا شَرَعَ فِي الْحَدِّ؛ لِأَنَّهُ مِنْ التَّعْزِيرِ أَطْلَقَ فِي الْحَبْسِ فَشَمِلَ الْحَبْسَ فِي الْبَيْتِ وَالسِّجْنِ قَالَ فِي الْحَاوِي الْقُدْسِيِّ، وَقَدْ يَكُونُ التَّعْزِيرُ بِالْحَبْسِ فِي بَيْتِهِ أَوْ فِي السِّجْنِ[23].
>
> "حاکم کے لیے جائز ہے کہ گنہگار یا مجرم کی پٹائی کرنے کے بعد اسے قید بھی کر سکتا ہے، یعنی دونوں سزاؤں کو جمع کر سکتا ہے۔ اس لیے تعزیر کا مقصد اصلاح ہے۔ شرعی احکام میں یہ بات وارد ہوئی ہے کہ دونوں کا یکجا کرنا، کہ جس سزا پر اکتفا کیا جائے، پس یہ جائز ہے، کہ ان کو ضم کر لیا جائے اور اس لیے تہمت میں ثبوت سے قبل تعزیری سزا دینا ٹھیک نہیں جیسا کہ حد میں ہوتی ہے، حد میں ثبوت پیش کرنے سے قبل سزا نہیں دی جاتی۔ بے شک تعزیر کا اطلاق قید پر ہوتا ہے، پس قید شامل ہے گھر میں ہو یا قید خانے میں، اور القدسی کہتے ہیں کہ یقیناً تعزیر بالحبس اس کے گھر میں ہو، یا جیل خانے میں، دونوں درست ہیں۔"

تعزیری سزا کے متعلق قاضی کو اختیار ہوگا، اور معاملے میں اگر کسی بندے نے انفرادی طور پر متاثرہ شخص کے ساتھ معاملہ طے کر لیا، تو یہ قانون کو ہاتھ میں لینے والی بات ہوگی، اور اس حوالے سے اسے قاضی کے سامنے جوابدہی کرنی ہوگی۔

إِذَا قَالَ لِرَجُلٍ: أَقِمْ عَلَيَّ التَّعْزِيرَ فَفَعَلَ ثُمَّ رُفِعَ إِلَى الْقَاضِي فَإِنَّ الْقَاضِيَ يَحْتَسِبُ بِذَلِكَ التَّعْزِيرِ الَّذِي أَقَامَهُ بِنَفْسِهِ[24].

"جب کوئی کوئی شخص کسی سے کہے کہ مجھ پر تعزیر جاری کرو، پس وہ ایسا کر گزرے، پھر معاملہ قاضی کے پاس اٹھالے، تو قاضی اس تعزیر کا احتساب کرے گا، جو اس نے اپنے نفس پر جاری کی تھی۔"

الغرض قید کرنے کی سزا یا جرمانہ عائد کرنا شرعی لحاظ سے درست ہیں۔

خلاصہ بحث

عصبیت ایک ناسور ہے، جو قوم کو تباہ و برباد کر دیتی ہے۔ خواہ وہ عصبیت مسلکی بنیاد پر ہو، یا نسلی و لسانی بنیاد پر۔ اس لیے اس جاہلانہ اور خطرناک فعل کا راستہ روکنے کے لیے جہاں دیگر سعی و کوششیں جاری ہیں، وہیں سوشل میڈیا پر بھی ان نفرت انگیز چیزوں کو روکنا انتہائی ناگزیر تھا۔ چنانچہ اس مقصد کے لیے سائبر کرائم ایکٹ ۲۰۱۶ء قومی اسمبلی سے پاس ہوا۔ اس بل پر عمل درآمد کے نتیجے میں اس عفریت کو بڑی حد تک قابو کیا جاسکتا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

1 CC Act 2016)(Revised),Chapter II Offences and Punishments, Section :10, sub-sec:(a),pp:8

2 CC Act 2016)(Revised),Chapter II Offences and Punishments, Section :10, sub-sec:(b),pp:8

3 سورۃ آل عمران 3: 64

4 سورۃ الممتحنۃ 60: 8

5 سورۃ الانعام 6: 108

6 ابو عبداللہ القرطبی، الجامع الاحکام القرآن (ریاض: دار العالم الکتب، 2003ء) 8: 124

7 CC Act 2016)(Revised),Chapter II Offences and Punishments, Section :10, sub-sec:(a),pp:8

8 مودودی، سید ابوالاعلیٰ، اسلامی ریاست میں ذمیوں کے حقوق (لاہور: اسلامک پبلی کیشنز (لمیٹڈ) 1962ء) ص: 13

9 الموسوعۃ الفقہیۃ، باب اہل الذمۃ لولایۃ القضاء 7: 137

10 نفس مصدر

11 سورۃ النساء4: 1

12 سورۃ الحجرات49: 13

13 مسند الامام احمد بن حنبل، ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی، (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1421ھ) حدیث(23489)

14 امام ترمذی، ابوعیسی محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی، (بیروت: دار الغرب الاسلامی، 1998ء) حدیث(3270)

15 امام ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد(دار المصطفی البابی الحلبی، (س۔ن) ، باب العصبیۃ4: 331

16 امام بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری(دار طوق النجاۃ، 1422ھ) باب ماینھی من دعوۃ الجاہلیۃ4: 183

17 CC Act 2016)(Revised),Chapter II Offences and Punishments, Section :10, sub-sec:(a),pp:8

18 الشیرازی، ابواسحاق ابراہیم بن علی بن یوسف ، المھذب فی فقہ الامام الشافعی (بیروت: دار الکتب العلمیہ، س۔ن)2: 273

19 سورۃ آل عمران3: 103

20 سورۃ النساء4 :59

21 التبریزی، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مشکوۃ المصابیح(بیروت: المکتب الاسلامی، 1985ء)حدیث(186)

22 CC Act 2016)(Revised),Chapter II Offences and Punishments, Section :10, sub-sec:(a),pp:8

23 ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم بن محمد ، البحر الرائق فی شرح کنز الدقائق(بیروت: دار الکتاب الاسلامی(س۔ن) باب اکثر التعزیر5: 52

24 نفس مصدر5: 45